از حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
رپورٹنگ : جناب محمد عثمان غنی مدیر الارشاد

افاداتِ درسِ بخاری

★

درسِ بخاری شریف کے افتتاح کی ایک یادگار تقریب

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۸۱ء بروز جمعرات جامعہ مدنیہ اٹک شہر میں حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم کی دعوت پر دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم تشریف لائے اور درسِ بخاری شریف کا افتتاح فرمایا۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت قاضی صاحب نے مختصر سا تعارف معززینِ شہر اور حاضرینِ مجلس سے کرایا۔ بعد میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے خطبۂ مسنونہ پڑھا۔ آپ کے ساتھ حاضرین اور طلباء حدیث نے بھی خطبہ کے الفاظ دہرائے اور پھر اسی انداز سے بخاری شریف جلد دوئم کی ایک حدیث کا متن بھی تلاوت کیا گیا۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے مختصر خطاب فرمایا اس پروقار اور یادگار تقریب کا قلمی عکس پیشِ خدمت ہے۔ (احقر محمد عثمان غنی)

تعارفی کلمات از حضرۃ قاضی صاحب | بعد از خطبۂ مسنونہ — اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا : اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ آپ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان فرماتے رہا کریں۔ ایک ہے غرور، فخر، وہ تو اور بات ہے۔ ایک ہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بیان کرنا، یہ عبادت ہے۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کو اور ہم جیسے گنہگاروں کو تھوڑی سی دیر کے لئے اپنے گھر میں جمع ہو کر دین کی بات سننے کی توفیق بخشی ہے۔

ہمارے اکابر ، اللہ سب کو سلامت رکھے ۔ ان حضرات کا یہ ممتاز وصف ہے کہ وہ ہمیشہ اصاغر کی سرپرستی فرماتے رہتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اصاغر کی لغزشوں پر سرزنش کریں، ان کو تنبیہ کریں یا سمجھائیں، نہایت شفقت کے ساتھ ان کے گندے چہروں کو اسی طرح دھوتے رہتے ہیں جسطرح ماں اپنے بچے کے چہرے کو دھوتی رہتی ہے۔ یہ بھی اکابر کا خاصہ ہے، اور میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وصف ہمارے

اکابر کے سوا اور کسی میں نہیں ہے۔ ہمارے اکابر کی اصاغر نوازی، چھوٹوں پر شفقت کرنا، یہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی میں ہے۔

بعض احباب پوچھتے ہیں کہ اتنے بڑے بڑے کام کیسے ہوتے رہتے ہیں۔؟ آپ کے پاس کون سا سرمایہ ہے؟ کون سی طاقت ہے؟ کس پر اعتماد ہے؟ کتابیں چھپ رہی ہیں۔ رسالے نکل رہے ہیں، مدارس اور مساجد چل رہے ہیں۔ درس و تدریس کے سلسلے جاری ہیں۔ دینی محافل کا انعقاد ہو رہا ہے۔ تو میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ مادی اسباب پر نظر نہ رکھیں۔ سب سے بڑی اللہ تعالیٰ کی جو ہم پر رحمت ہے۔ وہ اکابر کی سرپرستی ہے۔ ان کی دعائیں ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ ہمیں اللہ کی ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیئے۔ —— آج کی یہ تقریب کوئی معمولی تقریب نہیں ہے۔ ایک تو دینی مدرسے میں دین کی بات ہو گی۔ پھر اس دین کی بات کو بیان کرنے کے لئے جس کتاب کا انتخاب کیا گیا ہے۔ وہ صحیح بخاری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعد اصح الکتب ہے۔ آج سے چند سال پہلے ہم نے اپنے مدرسے کے تعلیمی سال کے افتتاح کے لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کو زحمت دی تھی اور آپ بکمال شفقت تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ہمارے ایک طالب علم کو اصول الشاشی کا درس پڑھا کر ابتداء کی تھی۔ ان کی وہ دعا اس وقت اتنی مستجاب ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج ہمارے مدرسے میں حدیث کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ درسِ قرآن ہے، درسِ حدیث ہے۔ پچھلے سال بخاری شریف جلد اوّل جب ہم نے شروع کی تھی تو ہمارے علاقے کے علماء کے سرپرست اور اس وقت کی بہت ہی بڑی علمی شخصیت، متّقی، حیدر والے مولانا عبدالحکیم صاحب تشریف لائے تھے، انہوں نے بخاری کی جلد اوّل کا افتتاح فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ پچھلے سال بخاری جلد اوّل تکمیل پذیر ہو گئی۔ اللہ قبول فرمائے۔ اس سال میرا دل یہ چاہتا تھا۔ کہ ہم حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کو پھر زحمت دیں۔ یہ تو آپ حضرات بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتا ہوں کہ حضرت ایک تو عدیم الفرصت ہیں، پھر ان کی عمر کا تقاضا، پھر امراض کا اتنا غلبہ ہے کہ یہ ان کی کرامت ہے کہ اس حال میں بھی سارے کام نبھا رہے ہیں۔

تو نہایت شفقت کے ساتھ انہوں نے ہماری سرپرستی فرمائی اور یہاں تشریف لانے کی درخواست کو شرفِ قبول سے نوازا، ان کا یہاں تشریف لانا ہی ہماری خوش بختی کا ضامن ہے۔ ہم گنہگار انسان ہیں، اس بستی میں آپ کے قدم آگئے، انشاء اللہ کئی عذاب ہم سے مرتفع ہو جائیں گے۔ اور پھر آپ حضرات تشریف لائے۔ تو عالمِ ربّانی کی زیارت بھی عبادت ہے۔ ابھی حضرت حدیث کا سبق پڑھائیں گے۔ ایک منٹ لیں، دو منٹ لیں، جتنی آپ کی مرضی ہے، ہمارے لئے آپ کا آجانا ہی بہت بڑا شرف اور برکت

ہے۔ حضرت کے ساتھ آپ بھی حدیث پڑھیں گے، پھر آپ کا سلسلۂ سند حضرت کے ساتھ مل جائے گا۔ حضرت کے واسطے سے آپ کا سلسلۂ سند حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جائے گا۔ اور پھر جبریلؑ سے اور پھر خداوند تعالیٰ سے مل جائے گا۔

سند کا درجہ | یہ سند کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ یہ صرف اسلام کا خاصہ ہے۔ کسی دین میں سند نہیں ہے۔ اس لئے حضرت کو تکلیف دی گئی ہے۔ کہ آپ تشریف لائیں اور ہمیں اس شرف سے مشرف فرمائیں۔ ہم نے ایک قسم کی گویا گستاخی کی ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسی چیزیں برکت کے حصول کے لئے گوارا کرلی جاتی ہیں، کیونکہ مقصد حصولِ برکت ہوتا ہے۔

حضرت شیخ الحدیث کی شخصیت | ان کا وجود اس برصغیر ہی کے لئے نہیں بلکہ عالمِ اسلامی کیلئے اللہ کے دین کا ایک محافظ ہے۔ ان کی تقاریر اسمبلی میں ان کی بحثیں آپ حضرات نے پڑھی ہوں گی۔ ایک وہ مردِ فقیر جس نے ساری زندگی کتاب اللہ اور کتاب الرسولؐ کے پڑھانے میں گذاری، وہ کس طرح آئین کے متعلق اپنی صائب رائے دے سکتا ہے۔ اور پھر ایوان سے منوا سکتا ہے۔ کہ ہم بوریہ نشین بھی یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم بھی آئین کے متعلق کچھ کہیں۔ اور پھر ؟ بتایا کہ اگر ہمیں ذرا سا وقت ملے اور کچھ رکاوٹیں دور ہوجائیں تو آج بھی ہم اپنے اندر وہ طاقت رکھتے ہیں کہ اس ملک میں بلکہ عالمِ اسلامی میں اللہ کے نظام کو نافذ کرسکیں۔

انتخابی مہم میں حصہ | آپ حضرات جانتے ہی ہیں۔ کہ گذشتہ انتخابات میں سرحد کی ایک بہت بڑی شخصیت جو اس وقت صوبہ کے خود مختار وزیر اعلیٰ تھے کے ساتھ اس مردِ فقیر کا مقابلہ ہوا۔ لیکن اس کو حضرت نے ایسی شکست دی کہ وہ جگہ جگہ کہنے پر مجبور ہوا کہ میرے مقابلے میں انسان نہیں تھا بلکہ نبی تھا۔ (العیاذ باللہ) میں کیسے جیتتا اس سے۔ ؟

ہم نے حضرت کو واقعی بڑی تکلیف دی۔ میں خود اس پر نادم ہوں۔ لیکن میرے سامنے حضورؐ کا ایک واقعہ ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ حضرت سعدؓ کے ہاں اور آپؐ نے باہر سے استیذان فرمایا: "السلام علیکم" اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔ حضورؐ نے دوسری بار "السلام علیکم" فرمایا کوئی جواب نہیں آیا۔ تیسری بار فرمایا، کوئی جواب نہیں آیا۔ حضورؐ واپس لوٹے کہ تین مرتبہ میں نے السلام علیکم کہا ہے، کوئی جواب نہیں آتا تو اندر کوئی نہیں ہوگا۔ اور شریعت کا حکم بھی یہی ہے۔ کہ ایسی صورت میں واپس ہوجائیں۔ صحابیؓ حضورؐ کے پیچھے دوڑے دوڑے آئے کہ "اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے تو آپؐ کا السلام سن لیا تھا" فرمایا: "تم نے یہ کیا کیا؟ جواب کیوں نہ دیا؟" "حضورؐ! میں نے تینوں بار جواب کہا مگر ذرا آہستہ کہا تاکہ جواب بھی ہوجائے اور آپؐ کے سماع تک بھی نہ پہنچے۔ تاکہ آپؐ جو مجھ پر بار بار

کہہ رہے ہیں۔ السلام علیکم۔ یہ برکتوں کا کلام منقطع نہ ہو جائے" تو ہم نے بھی گستاخی ضرور کی ہے۔ لیکن انشاءاللہ ان کے قدوم سے ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ آپ حضرات نے زیارت فرمائی۔ اب حضرت کے ارشادات کو سن لیں گے۔ اور یاد رکھیں۔ یہی لوگ ہیں میرے دوستو! دین کا دفاع کرنے والے۔ ہم مسلمان ہیں ہماری سب سے بڑی گراں مایہ جو متاع ہے وہ ایمان اور دین ہے۔ دین کے محافظ یہی لوگ ہیں۔ یہی دین کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔ اور ہر باطل نظریہ کا ہر جگہ دفاع کرنے والے ہیں۔

حدیثوں کی چھلنی | ہارون الرشید کے زمانے میں ایک زندیق پکڑا ہوا آیا جس نے موضوع حدیثیں بناکر احادیث کے ذخیرے میں جمع کر دی تھیں۔ ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس کو بلایا۔ حکم دیا کہ یہ گردن زدنی ہے۔ اس کی گردن اڑا دو، اس نے کہا "آپ مجھے ماریں کوئی بات نہیں ہے۔ جو میں نے کرنا تھا وہ کر لیا ہے۔ میں نے کئی لاکھ "حدیثیں" بناکر احادیث کے ذخیرے میں جمع کر دی ہیں، اب کوئی صحیح اور غلط حدیث میں امتیاز نہیں کر سکے گا۔ لوگوں میں بے دینی پھیل جائے گی۔"

تو کیا جواب دیا ہارون الرشید نے؟ کہا کہ "بے ایمان! تجھے نہیں پتہ؟ ہمارے پاس ایک چھلنی ہے وہ چھانے گی، تیری بنائی ہوئی موضوع "حدیثیں" نیچے گر جائیں گی، صحیح حدیثیں باقی رہ جائیں گی۔ اور وہ چھلنی کون ہے؟ عبداللہ ابن مبارک عظیم محدث۔ تو یہ لوگ دین کی چھلنیاں ہیں۔ یہ ہمارے دین کے محافظ ہیں۔ ان کی نیند بھی عبادت، ان کے دیکھنے سے بھی شیطان بھاگ جاتا ہے۔ بلکہ میرا ایمان ہے۔ اللہ کے ولیوں، علماءِ حق کی قبروں سے بھی شیطان بھاگتا ہے۔ وہاں بھی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

تو اب ہمارا چھوٹا سا پروگرام ہے۔ ہمارے مدرسے کے طلباء ہیں، وہ ایک حدیث پڑھیں گے حضرت اس کو سماعت فرمائیں گے جتنا بھی آپ بولیں، ایک منٹ بولیں، دو منٹ بولیں، آپ بولیں گے اور پھر حضرت کی دعا پر یہ مجلس برخاست ہو جائے گی۔

درس حدیث کا افتتاح از حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ اِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ

براهیم ابن مغیرہ ابن بردزبہ۔ البخاری نفعنا اللہ بعلومہ آمین ؁

کتاب المغازی

باب غزوۃ العشیرۃ او قال العسیرۃ ط۔ وقال ابن اسحٰق اول ما غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الابواء ثم بواط ثم العشیرۃ ط

وبہ قال حدثنی عبد اللہ ابن محمد قال حدثنا وہب۔ قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحٰق قال کنت الی جنب زید ابن ارقم رضی اللہ تبارک وتعالٰی عنہم فقیل لہ کم غزا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غزوۃ قال تسع عشرۃ۔ قال کم غزوت مع انت معہ۔ قال سبع عشرۃ: قلت فایہم کانت اول۔ قال العشیرۃ ط او العسیرۃ ط فذکرت لقتادۃ ط رحمہ اللہ تبارک وتعالٰی۔ فقال العشیرۃ بلاشک۔

(نوٹ:۔ حاضرین نے سبقاً سبقاً حدیث کا ایک ایک جملہ حضرت کے پیچھے پیچھے دہرایا)

میرے محترم بزرگو! بخاری شریف جلد ثانی کا یہ افتتاح ہو رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالٰی اس کی برکات ہم سب کو عطا فرمائیں۔ حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی دامت برکاتہم اس افتتاح کے لئے زیادہ مناسب تھے اور زیادہ لائق ہیں، وہ حقیقت میں مجمع البحرین ہیں۔ علوم ظاہریہ بھی اللہ تبارک وتعالٰی نے اُن کو وافر عطا فرمائے ہیں۔ اور علوم باطنیہ سے بھی اللہ نے ان کو نوازا ہے۔ حضرت لاہوریؒ کے مجاز خلیفہ ہیں اور حضرۃ شیخ مدنی رحمۃ اللہ جو ہمارے سب کے شیخ ہیں، اُن کے شاگرد ہیں۔ ان سے بیعت ہیں، اور پھر ان کی دینی خدمات ہمیں معلوم ہیں کہ یہ کوہاٹ، پشاور، واہ، راولپنڈی، اسلام آباد، ایبٹ آباد اور دوسرے شہروں میں جاکر قرآن مجید کے درس دیتے ہیں۔ یہ اللہ کی امداد ہے ان کے ساتھ اور اللہ کی جانب سے اتمام حجت ان کو بنایا ہے۔ قیامت کے دن یہ کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ ہمیں دین کے مسائل معلوم نہ تھے۔ کیونکہ اللہ تعالٰی ارشاد فرمائیں گے۔ "کیوں زاہد الحسینی تشریف نہیں لائے تھے، آپ کے ہاں؟ اور آپ کو تبلیغ انہوں نے نہیں کی تھی۔؟" اتمام حجت ہو رہا ہے۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاo (بنی اسرائیل ۱۵)

یہ ہر ایک کی ہمت نہیں ہے۔ ہم جیسے بوڑھوں اور کمزوروں کے لئے تو ایک قدم لینا بھی مشکل ہے۔ حضرت مولانا کو اللہ تعالٰی صحت اور عافیت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور ان کے صاحبزادوں کو اللہ تعالٰی ان کا جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب حضرات کو یہ رفاقت جو دین اور دنیا کے فوائد سے

مالامال ہے۔ نصیب فرمائے۔

شرکاءِ مجلس کیلئے بشارات خدا کرے کہ کچھ کلمات آپ کی خدمت میں عرض کر سکوں، سب سے پہلے دو تین باتیں ہیں۔ جو مختصراً عرض کرتا ہوں۔ اوّل تو یہ کہ آپ حضرات علم سیکھنے کیلئے اس مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ کسی نے دس قدم لئے ہوں، کسی نے سو قدم، کسی نے ہزار قدم، کوئی اپنے کمرے سے یہاں تک آیا ہو،

بہرتقدیر مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سهل الله له طريقًا الى الجنة ۔ کا مصداق ہو جاتا ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی ایک طریقہ، ایک راستہ چلائے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ علم حاصل کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے بدلے میں جنّت پہنچانے کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنّت عطا فرمائے۔ اس میں ضروری نہیں ہے کہ سفر اختیار کیا جائے، میں نے عرض کیا ہے۔ کہ اس کمرے سے اس کمرے تک بھی دو تین قدم جو چلا ہو وہ بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ بہر تقدیر اگر جسمانی قدم نہ ہوں، قلم کے ذریعے سے آپ نے کچھ علمی وضاحت کر لی، زبان کے ذریعے سے یہ بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا خاتمہ جنّت میں جانے کا کر دیتا ہے۔ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دے گا۔ مثلاً ایک شخص ہے کہ اس کو اللہ نے توفیق دی درس میں شریک ہونے کی۔ اور اس کے سوا کوئی دین کی خدمت نہیں۔ درس میں شرکت کی ہے تو اللہ اس کے لئے اس درس کی شرکت کی وجہ سے جنّت کا راستہ آسان کر دے گا۔ مثلاً آخری عمر میں اس نے حج کر لیا۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اَلْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةَ ط۔ حجِ مقبول کی جزاء اور بدلہ اللہ کے نزدیک سوائے جنّت کے اور کوئی نہیں۔

کتنی بڑی بات ہے! اس کے لئے اللہ نے جنّت کا راستہ آسان کر دیا۔ یا ایک اور مثال ہے کہ ایک شخص آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد کے دوران، اور عرض کرتا ہے۔ کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اگر کلمہ پڑھ لوں، مسلمان ہو جاؤں، اور جہاد میں شریک ہو جاؤں تو کیا اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بخش دے گا؟" حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں ضرور بخشے گا"۔ اس شخص نے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اس کی مٹھی میں چند چھوہارے تھے، ان چھوہاروں کو پھینکا اور جاکر دشمن کی صفوں میں گھس گیا۔ اور اسی وقت شہید ہو گیا۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسّم فرمایا۔ اور کہا کہ دیکھا آپ نے اس شخص کو، کلمہ پڑھ کر شہید ہوا ہے۔ نہ اس نے نماز پڑھی ہے۔ نہ روزہ رکھا ہے۔ نہ زکوٰۃ دی ہے۔ نہ حج کیا ہے، لیکن جو قربانی تھی اس نے کر لی، اب یہ جنّت کا راستہ اس کے لئے آسان ہو گیا یا نہیں ہوا؟ جنّت کے لئے جو راستے ہیں، ہزاروں کروڑوں راستے، وہ اللہ کے علم میں ہیں۔ اللہ ہم سب کو جنّت عطا فرمائے۔ جس شخص نے علم کا طریقہ اختیار کیا،

علم کے راستے پر روانہ ہوا، آپ حضرات یہاں جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔

مزید خوشخبری

دوسری چیز۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نَضَّرَ اللّٰہُ اِمرأً سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ (اوکما قال) اللہ تبارک وتعالیٰ تر و تازہ رکھے اس شخص کو جو بھی میرا کلام سن لے جیسے آپ نے جلد دوم بخاری شریف کی ایک حدیث آج سن لی، اور جلد اوّل پہلے ختم کر لی، کلام سن لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ تر و تازہ رکھے۔ وہ دنیوی و اخروی دونو لحاظ سے تر و تازہ ہوں۔ حضرت مولانا زاہد الحسینی دامت برکاتہم نے ابھی آپ سے فرمایا کہ میرے دوست کہتے ہیں یہ تمام کام کیسے چل رہے ہیں۔؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ جو حدیث شریف کی خدمت کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تر و تازہ رکھیں گے۔ دنیا میں بھی، آخرت میں بھی، نہ اس کے لئے پیسوں کی کمی، نہ کپڑوں کی کمی، نہ مکانوں کی کمی، نہ باغوں کی کمی، نہ عزّت کی کمی، نہ جلالت کی کمی، کوئی بھی کمی نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ۔ جس نے میرے مقالے کو سنا، ایک حدیث کو سنا، اس کو یاد کر لیا۔ پھر اس حدیث کو پہنچا دیا۔ اور لوگوں کے پاس۔ وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ جس طرح اُسے سنا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہے۔ یقیناً۔

اصلی عزّت

میں کبھی کبھی اپنے طلباء سے کہتا ہوں حضرت مولانا صاحب عوزغشتوی آپ جانتے ہیں، محدّث تھے، کتنی بڑی عزّت تھی ان کی، کتنا بڑا جلال اور جمال تھا اُن کا، اُن کے مقابلے میں اور بھی بہت سے اچھّے اچھّے علماء بھی تھے، عوزغشتی میں بھی تھے، چھچھ میں بھی تھے، ہزارے میں بھی تھے، اُس زمانے میں لیکن جو تر و تازگی اور جو عزّت حضرت مولانا صاحبؒ کو ملی تھی وہ کسی اور کو حاصل نہ تھی۔ یہ انعام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی ہی کا نتیجہ تھا کہ نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا۔ تو حضرت مولانا زاہد الحسینی کے جتنے کام ہیں وہ دین کے لئے ہیں اور حدیث کی اشاعت کیلئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو بھی تر و تازہ رکھیں گے۔ کوئی کمی انشاء اللہ کسی چیز میں نہیں آئے گی۔

علماء حدیث کا بلند مرتبہ

اور اس کے علاوہ حدیث میں آتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ خُلَفَائِیْ۔ یا اللہ! میرے خلیفہ جو ہوں گے، اُن پر رحم فرما۔ کتنا بڑا مشفقانہ لفظ ہے۔ یا اللہ! جو میرے نائب ہوں گے، میرے خلیفہ ہوں گے۔ اے اللہ! اُن کے اوپر رحم فرما۔ تو حدیث میں آتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو حدیثوں کو پڑھ کر یاد کر لیتے ہیں۔ اور پھر دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ وہ ہیں میرے خلفاء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یہ میرے خلیفہ ہیں، میرے قائم مقام ہیں، اور دین کی اشاعت کرنے والے ہیں جو دین اور وحی اور

حدیث کو سیکھ کر پھر دوسروں تک پہنچائیں۔ تو اللہ اس پہ رحم کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مستجاب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس دعا کی برکت سے ہم سب کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ... میں شمار فرمائے۔

حضورِ اکرمؐ کا قُرب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن میرے قریب ... سے زیادہ وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ درود شریف مجھ پر بھیجتا ہے۔ تو علماء حدیث جو حدیث پڑھتے ہیں۔ ہر حدیث کی ابتداء میں یہ ضروری ہے کہ صحابی کا نام آئے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین بھی ساتھ ہوں رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہم اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جب آئے تو اس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا چاہیئے۔ تو دن میں اگر سَو حدیثیں ہوں گی تو سو بار کم سے کم درود شریف پڑھیں گے۔ ہزار حدیثیں اگر تو ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھ لیا۔ پھر جو مکثرین صلوٰۃ ہیں وہ وہ لوگ ہیں جو علمِ حدیث پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں۔ جو درس میں شریک ہوتے ہیں۔ شریک ہونے والا اور پڑھانے والا دونوں ایک ہی حکم میں

امام بخاریؒ کے حالات میرے محترم بزرگو! حدیث کی بڑی فضیلت ہے۔ اور اللہ تبارک و... نے امام بخاریؒ کو بہت بڑا شرف عطا فرمایا ہے۔ ان کا نام ہے ابوعبداللہ محمد ابن اسمٰعیل ابن ابراہیم ابن ابن بردزبہ۔

۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳ شوال، جمعہ کی نماز کے بعد بخارا کے اطراف وجوانب میں اللہ تعالیٰ ان... عالمِ ظہور میں لے آئے اور یکم شوال بعد از عشاء ۲۵۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ تقریباً ساٹھ برس ان کی تھی۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو جو حافظہ دیا تھا وہ بھی بلا کا تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں دس برس کا بچّہ تھا کہ اس زمانے میں بخارا کے علماء مدارس میں درس حدیث میں شامل ہوتے تھے، میں بھی جا بیٹھ... علماء مجھے فرماتے کہ بچّے جاؤ جاکر کھیلو۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرات نے پندرہ دن میں پندرہ ہزار... پڑھ لی ہیں۔ ہر روز ایک ہزار حدیث استاذ پڑھاتا رہا۔ اور آپ لوگ آکر کے مجھ سے سن لیں۔ پہلے دن ... حدیث، فلاں حدیث، فلاں حدیث پڑھائی گئی۔ ایک ہزار حدیثیں گنوادیں۔ اور پھر دوسرے دن جو ایک ہزار حدیثیں پڑھائی گئیں وہ یہ ہیں۔ تیسرے دن کی حدیثیں یہ ہیں۔ تو وہ عالم جو ناقل ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم حیران ... کہ یا اللہ! اس بچّے کو آپ نے کس طرح کا حافظہ عطا فرمایا ہے۔

اتنا بڑا حافظہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا کہ وہ ہر ایک دن میں ایک ہزار احادیث سن کر ... کر لیتے تھے۔ ان کے پاس تقریباً چھ لاکھ حدیثیں جمع تھیں ـــــ چھ لاکھ ـــــ اور جیسا کہ حضرت مولانا نے آپ کے سامنے اشارہ بھی کیا کہ ایک ملحد نے یہ کہا کہ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ میں نے حدیثیں بہت سی گھڑلی ہیں

اس سے دین میں گڑبڑ پیدا ہوگی ۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے ملحدین کی تذلیل کے لئے جیسے عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا ۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا ۔ وکیع رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا ، اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کا کام لیا ۔ ان کو چھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں ۔ اور ایک دن ان کے استاذ اسحاق ابن راہویہ نے کہا کہ ایسا کوئی کارنامہ ہمارے طلباء کریں کہ خالص ، مرفوع حدیثوں کو جمع کریں ۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس خدمت کے لئے میں کھڑا ہوتا ہوں لیکن چونکہ یہ بڑا اہم کام تھا ، اس لئے میں نے اس میں تردد کیا ۔ تو خواب میں میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں مورچھل پنکھا جھلا رہا ہوں اور گرد و نواح میں مکھیاں ہیں ، ان کو اڑا رہا ہوں ۔ تو امام بخاریؒ خواب سے جب اٹھے تو ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا یہ بالکل صحیح ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ۔ شیطان کو اللہ نے یہ طاقت نہیں دی کہ وہ پیغمبر کی شکل میں بیداری میں یا خواب میں آسکے تو امام بخاریؒ حیران ہوگئے ۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پہ تو مکھیاں بیٹھا نہیں کرتی تھیں ۔ یہ خواب جو میں نے دیکھا اس کی تعبیر کیا ہے ۔؟ پھر انہوں نے اپنے استاذ کے سامنے یہ خواب پیش کیا ۔ انہوں نے کہا کہ مبارک ہو تمہارے ہاتھ سے اللہ تبارک وتعالیٰ دین کی خدمت لے گا ۔ اور وہ حدیثیں جو کمزور ہیں وہ الگ کردو اور جو قوی روائتیں ہیں ۔ ان کو تم جمع کرلو ۔ پھر اس کے بعد امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میرا جذبہ بڑھا اور مجھے مزید شوق پیدا ہوا ۔ تو چھ لاکھ حدیثیں ان کو یاد تھیں ۔ ان چھ لاکھ حدیثوں میں سے انہوں نے انتخاب کرلیا ہے ۔ یہ دونوں جلدیں جو ہیں ان میں سات ہزار دو سو چھہتر حدیثیں ہیں ۔ (۷۲۷۶) اور مکررات کو اگر نکال دیں ۔ تو چار ہزار رہ جائیں گی ۔ تو جو چھ لاکھ حدیثوں کا مغز اور نچوڑ ہے وہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں جمع کردیں اور کس طریقے پر ؟ اس طریقے پر کہ ہر حدیث کو جو انہوں نے کتاب میں درج کیا ہے تو سب سے پہلے غسل کیا ۔ اور خوشبو لگائی ، پھر دو رکعتیں استخارے کے طور پر پڑھیں ۔ پھر استخارے کے بعد جب انہیں اطمینان ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے تو انہوں نے پھر اس کو لکھنا شروع کیا ۔ اور روضۃٌ من ریاض الجنۃ کے پاس ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کے پاس بیٹھ کر تراجم ابواب انہوں نے لکھے مثلاً باب بدء الوحی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، باب العلم قبل العمل وغیرھا تراجم ہیں وہ لکھے ۔ سولہ برس میں تقریباً انہوں نے ان حدیثوں کا انتخاب مسودے میں کیا ۔ ایک مسودہ انہوں نے تیار کیا ۔ اور پھر اس مسودے کو دو نو جگہ حرمین الشریفین میں ، مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم کے درمیان میں لکھنا شروع کیا یا مدینہ منورہ میں روضۃٌ من ریاض الجنۃ کے پاس بیٹھ کر کے لکھنا شروع کیا مولانا محمد ابن احمد مروزی فرماتے ہیں کہ میں خانے کعبے میں مقام ابراہیم میں مراقبہ ہوا ، نیند آئی وہیں تو کیا

دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوں تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کہ اے مروزی! کب تک امام شافعیؒ کی کتاب پڑھو گے۔؟ میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرتؐ آپ کی کتاب کونسی ہے؟ فرمایا اَلْجَامِعُ الصَّحِیْحِ لِلْبُخَارِیْ۔ فرمایا یہ ہے میری کتاب۔ اس کو بھی تو پڑھا کرو، اسے کیوں نہیں پڑھتے۔؟

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں۔ اس لئے کہ صحیح اور مرفوع احادیث اس میں جمع کی گئیں۔

جہاد کی حقیقت اہمیت | جو احتیاط امام بخاریؒ نے کی ہے۔ جو تقویٰ اور زہد انہوں نے اختیار کیا اسکی تو کوئی مثال اب تک نہیں ہے۔ یہ بھی میں آپ سے عرض کر دوں کہ بخاری شریف ابتداء سے لیکر انتہاء تک تمام دین کے اوپر حاوی ہے۔ دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسکی طرف اشارہ یا ثبوت یا دلیل بخاریؒ نے نہ بیان کی ہو۔ یہ آج جو ہم نے عبارت پڑھی اس کو کتاب المغازی کہتے ہیں۔ اس سے پہلے جلد اول میں باب الجہاد گذرا ہے۔ وہ تقریباً ڈھائی پارے ہیں، جہاد کا حکم کیا ہے؟ جہاد کب عند اللہ جہاد ہوگا۔؟ نیت کیسی ہونی چاہیئے؟ تو وہ جہاد کے جو مسائل ہیں وہ مسائل تو جلدِ اول میں گذر چکے ہیں۔ جہاد نام ہے کس چیز کا؟ جد و جہد کا دین کی حفاظت کیلئے اپنی طاقت اور اپنی مشقت کو خرچ کرنا۔ یہ ہے جہاد۔

تو جہاد کے جو مسائل ہیں وہ جلد اول میں گذر چکے ہیں۔ اب اس باب میں یہ بتائیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کتنے غزوے فرمائے، آپؐ نے کتنے سرایا فرمائے؟ کتنے جیوش بھیجے۔؟ غزوہ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس شریک ہوئے ہوں۔ اور جب خود شریک نہ ہوں اور صحابہؓ کو بھیج دیا۔ مہاجرین یا انصار یا دونوں کو، تو اس کو سرایا کہتے ہیں۔ تو مغازی جو ہیں ان کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مغازی ۲۷ ہیں۔ جن غزووں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے وہ ستائیس ہیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ چوبیس غزوات ہیں۔ تیسرا قول یہ ہے۔ کہ ۲۱ غزوات ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ ۱۹ غزوات ہیں۔ زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انیس ۱۹ غزوات ہیں۔ بہر تقدیر تفصیل کے ساتھ جن لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ وہ ۲۷ ہیں۔

تو ۲۷ غزوات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ مثلاً غزوۂ تبوک میں، غزوۂ خندق میں، غزوۂ بدر میں، غزوۂ اُحد میں، اور سرایا جو ہیں جن میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو جو بھیجا وہ سرایا ہیں، ان میں انصار و مہاجرین کو بھیجا ہے۔ ان کے متعلق کم سے کم قول یہ ہے کہ چالیس سرایا ہیں۔ اور ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ۵۶ سرایا ہیں۔ تو جو جماعتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لئے بھیجی ہیں۔

اسلام کی خدمت اور اشاعت کے لئے وہ ۵۶ ہیں۔ اور خود بنفس نفیس جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی ہے۔ وہ غزوات ستائیس ہیں۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اس حساب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد، چالیس سال پہ نبوت ملی، ۲۳ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد روئے زمین پر رہے، تو اس بنا پر حضورؐ نے ۵ برس کی عمر میں جہاد شروع کیا۔ ہر تین مہینے میں ایک بار غزوہ کیا۔ اب ہم لوگ تو کہتے ہیں ہم بوڑھے ہو گئے ہیں، کمزور ہو گئے ہیں۔ اور بے ہمت ہو گئے ہیں، لیکن آپ جانتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں قیصر کے مقابلے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ تو ان غزوات میں جو شرکت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور سرایا کو جو بھیجا، ہر سہ ماہی میں ایک جہاد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی یا سریہ کو بھیجا۔

اہل مدینہ کی وفاداری جہاد کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تلوار اٹھائی جب مکہ معظمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی۔ تیرہ برس کفار کے ہاتھوں سے قسم قسم کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ یہاں تک کہ تین سال قید کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیف بنی کنانہ میں۔ اور آخر میں پھر کافروں نے دارالندوہ میں مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم آج رات شہید کر دیں گے، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آئی کہ آپؐ ہجرت کریں۔ ان تیرہ برس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کافر کو جواب نہیں دیا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (احقاف) فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا۔ (بقرہ ۱۰۹) یہ اللہ کا حکم تھا۔ یہ اللہ کی طرف سے تقریباً اسی آیتیں صبر کی آئیں۔ تیرہ برس مکہ مکرمہ اور پھر اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو کفار نے اہل مدینہ کو بھی خطوط بھیجے، وفود بھیجے اور یہ کہا کہ اے اہل مدینہ! تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے یہاں ٹھہرنے کی اجازت مت دو ورنہ ہم تمہاری عورتوں کو باندیاں بنا دیں گے۔ اور تمہارے لڑکوں کو غلام بنا دیں گے۔ اور تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے۔ اور ہم تمہارے اوپر چڑھائی کر دیں گے۔

چنانچہ اہل مدینہ جمع ہوئے، ان میں بعض منافقین بھی تھے۔ جیسے عبداللہ ابن ابی ابن سلول وغیرہ، تو ان منافقین نے تقریریں کیں کہ بھائی یہ اہل مکہ شجاع اور بہادر اور لڑاکے لوگ ہیں اور یہ صحابہؓ جو تشریف لائے ہیں۔ یہ بھی مکے کے باشندے ہیں، اپنے گاؤں والے آپس میں جو بھی کچھ کریں، کریں۔ ہم ان کو جواب دیں گے کہ تم چلے جاؤ یہاں سے، تاکہ لڑائی ہمارے ہاں نہ آئے۔ لیکن جو نوجوان تھے انہوں نے کہا کہ جب تک کہ ہماری زندگی ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کسی صحابیؓ کو کبھی بھی مدینہ منورہ سے باہر جانے نہیں دیں گے۔ ہم کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتے نہ کفار کی دھمکیوں پر عمل کریں۔

فرضیت جہاد تو اس وقت جب کافروں کو یہ اطلاع ملی کہ اہل مدینہ جو زمیندار لوگ ہیں انہوں نے

بھی ہمارا مقابلہ شروع کیا ہے۔ تو پھر اُن کافروں نے اس وقت سے تیاری شروع کی کہ جتنا ہو سکے سامان اور غلہ جمع کرو تاکہ ہم مدینہ منورہ پر حملہ کر کے ان انصار کو بھی شہید کر دیں۔ اور جو مہاجرین ہیں ان کو بھی شہید کر دیں۔ تو اس وقت پھر مسلمانوں کو چارہ نہ رہا بغیر جہاد کے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ (الحج ۳۹) اب نہیں اجازت ہے۔ دیکھو اگر شیر، چیتا، یا کتّا حملہ کرتا ہے تو کیا ہم کھڑے رہیں گے۔ یا اس کے حملے سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔؟ اگر سانپ یا بچھو سامنے آئے اور وہ ہم پر حملہ کرے تو کیا اپنے آپ کو بچائیں گے یا نہیں بچائیں گے۔ ۱۳ برس تک مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدافعت کی اور صحابہؓ سے کہا کہ کچھ بھی نہ کرو۔ صحابہؓ زخمی ہو کر بھی صبر کرتے، کافر لوگ ان کو تکلیفیں پہنچاتے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے صبر کرو۔

دوسرے کا مارنا آسان ہے، لیکن خود پٹ جانا اور صبر کرنا یہ مشکل کام ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت صحابہؓ کو دی کہ خود تکالیف برداشت کرو۔ ۱۴ برس کے بعد پھر مجبوراً یہ اجازت جہاد کی ملی تھی اللہ کی طرف سے۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ۙ۔ اور یہ فرمایا اللہ نے کہ تم کو گھروں سے نکالا گیا۔ اور اگر اب بھی تم کافروں سے نہ لڑو تو یہ مساجد ویران ہو جائیں گی۔ یہ مدارس ختم ہو جائیں گے، یہ عبادت ختم ہو جائے گی۔ پھر کوئی بھی نہیں رہے گا۔ تم ان کے ساتھ اب مدافعت کر سکتے ہو۔ اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ مدافعت کا مطلب یہ ہے جیسے کہ سانپ اور بچھو کو قتل کرتے ہیں کہ نہیں کرتے؟ یہ نہیں کہ وہ کاٹیں تو تب قتل کرو بلکہ کاٹنے سے پہلے قتل کرو۔ تو یہ بھی جائز ہے۔ کہ جس کافر سے ہمیں خطرہ ہو جائے جیسے روس ہے کہ اب خدا اس کو طاقت نہ دے کہ وہ پاکستان پر حملہ کرے، لیکن کیا ہم اس کا انتظار کریں گے۔؟ نہیں، اس کا انتظار نہیں بلکہ ہمیں چاہئے کہ وہاں جا کر اس کی گردن پر بیٹھ جائیں۔

بہر تقدیر تیرہ برس مکہ میں اور ایک برس مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا، صحابہؓ نے صبر کیا، اور کفار کی تکلیفوں کو برداشت کیا، پھر اس کے بعد جب مجبور ہوئے اور کافروں نے بھی ارادہ کیا کہ مدینے پر چڑھائی کریں گے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو اجازت دی کہ تم بھی تیاری کرو۔ تو سب سے پہلے جس جماعت کو بھیجا اس میں ابوا، پھر بوا، پھر عشیرہ، یہ تینوں مواقع میں اُن کو بھیجا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزووں میں شریک ہوئے۔ اور ان کی مدافعت کی تفصیلات بہت لمبی چوڑی ہیں جن کے بیان کے لئے کافی وقت درکار ہے۔ اس لئے سلسلۂ کلام یہاں ختم کرتا ہوں۔

حضورؐ کا وسیلہ | یہ بھی آپ یاد رکھیں کہ بخاری شریف کے افتتاح اور ختم کے موقعہ پر جو دعا ہو اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ آپ کو یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی چھوٹے تھے عمر کے لحاظ سے،

ابو طالب ان کے چچا ہیں۔ ایمان اگرچہ نہیں لائے لیکن اُن کی وفاداری اور خدمت گاری بڑی ہے۔ قحط پڑا تو ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپنے بھتیجے کو بے کر کے خانہ کعبہ کے غلاف کو ہلاکر اللہ سے عرض کیا کہ ؎

وابیضَ یستقی الغمام بوجهه — ثمال الیتامیٰ عصمة للارامل
یلوذ به الهلاک من آل هاشم — فهم عنده فی نعمة وفواضل

ترجمہ ابیات :- ۱۔ وہ سفید چہرے والا جس کے چہرے کی برکت سے بادلوں سے پانی مانگا جاتا ہے۔ ۲۔ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی داد رسی کرنے والا ہے۔ ۳۔ اس کی پناہ میں آجاتے ہیں اولادِ ہاشم میں سے ہلاکت کی تہ میں پہنچنے والے۔ ۴۔ پس یہ لوگ اس کے ہاں نعمت اور فضیلت والے ہیں۔

اس نے کہا کہ یہ نورانی چہرہ ہے اور میں اس چہرے کی برکت سے بارش کی طلب کرتا ہوں کہ یا اللہ! بہ برکتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک میں یہ برکت ہے کہ جس چیز کے لئے آپ دعا کریں گے انشاء اللہ وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔ شیخ جمال الدین صاحب ایک بڑے عالم ہیں، وہ کہتے ہیں میرے استاد شیخ اصیل الدین نے کہا کہ میں مشکلات میں پھنس گیا تھا۔ ایک سو بیس دفعہ میں نے تجربہ کیا کہ ہر مشکل کے لئے ختم بخاری شریف کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو حل کر دیا۔ تو جہاں بخاری شریف کا سبق ہوتا ہو جیسے یہاں اس مدرسے میں ہو رہا ہے۔ اور حضرت مولانا پڑھاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس بستی کو، اس قصبے کو، اس علاقے کو، اس گاؤں کو زلزلوں سے قحط سے وبائی امراض سے اور دیگر ظلمتوں، پریشانیوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتے ہیں۔ چند منٹ کے لئے آپ اس کو غنیمت سمجھ کر جہاں بخاری شریف پڑھائی جائے شرکت فرمالیا کریں تو اللہ تعالیٰ بہ برکتِ حدیث ہر قسم کی مصیبتوں اور مشکلات کو دفع کر دیں گے۔

حدیث کی اہمیت اور دعا یا اللہ! ہمارے ان بھائیوں کو، ان طلباء کو، ان علماء کو، ان اساتذہ کو، ان مدارس کو، دین و دنیا کی ترقی عطا فرما۔ یا اللہ سب کو کتاب اللہ کا اور حدیث کا علم عطا فرما۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں اگر حدیث نہ ہوتی تو قرآن کو کوئی نہ سمجھتا۔ ٹھیک ہے۔ اب نماز کا قرآن میں حکم ہے کہ نماز پڑھو، اب معلوم نہیں کتنی رکعتیں ہیں؟ کس وقت پڑھیں؟ یہ تو حدیث نے ہمیں بتایا۔ قرآن میں ہے حج ادا کرو، لیکن یہ تو نہیں بتایا کہ طواف کیسا ہوتا ہے سعی صفا اور مروہ کی کیسے ہوتی ہے۔ تو حدیث کی برکت سے قرآن سمجھ میں آتا ہے۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو آئمہ کے اقوال ہیں، یہ حدیث کی شرح ہیں۔ اور حدیث شرح ہے قرآن شریف کی۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور آپ کو کتاب اور حکمۃ کا، قرآن اور حدیث کا علم عطا فرمائے اور آپ سب حضرات جو یہ مساعیٔ جمیلہ کر رہے ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کے تمام مقاصد پورے فرمائے۔ آپ خدا کی کتاب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اور دین کی کتاب کی حفاظت کریں گے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔